AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 4, Issue 1, June 2020, PP: 01-18
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

Scan for download

فضلاتِ نبوی ﷺ سے متعلق روایات کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of Narrations about Excrement of the Prophet (peace be upon him)

Abdul Ghaffar [1*] & **Abul Hassan Shabbir Ahmad** [2]
[1]Associate Professor, [2]Assistant Professor
Department of Islamic Studies, The Islamia University Bahawalpur, Pakistan

ARTICLE INFO

Article History:
Received 21 Feb. 2019
Revised 05 May 2020
Accepted 08 June 2020
Online 30 June 2020

DOI:

***Keywords**:*
Purity,
Excreta (fuḍḍlāt),
Role Model,
Authenticity of Narrators.

ABSTRACT

Cleanliness is the essence of decor and indispensable for the personality. Purity has foremost significance in Islam. As no virtue is acceptable without believing in Oneness of Allah, similarly, no worship is permissible without purity. The scholars of ḥadīth and fiqh got some contradictions about the purity of excrement of the Last Prophet Muhammad (peace be upon him). The majority of scholars narrated the distinction of the Prophet (peace be upon him) and declared his excreta (fuḍḍlāt) as pure. While some other scholars disagree with this distinction. The Prophet (peace be upon him) is the best of human beings and a role model for the entire humanity. It is obvious that the person who is too much conscious of his cleanliness and purity, how he can give controversial teachings that are against the succession of human. The article deals with the topic with renowned scholars' discussions about the authenticity of narrators of narrations belonging to this subject. Islamic golden rules about purification are authentic and ever valid. And there is not any contradiction on the behalf of such narrations. The article concludes itself with a fair conclusion based on the respective authentic narrations.

*Corresponding Author's email: abdul.ghaffar@iub.edu.pk

CC BY

موضوع کا تعارف

طہارت ونظافت باعث زیب وزینت اور ایک سلیم الطبع انسان کے لیے سرمایہ عزوشرف ہے۔طہارت ونظافت متمدن اور مہذب لوگوں کا شعار اور باشعور اقوام کی پہچان ہے۔طہارت ونظافت حفظانِ صحت میں معاون ومددگار ثابت ہوتی ہے۔مذہبِ اسلام کا طرہ امتیاز ہے کہ اس نے نظافت وطہارت پر غیر معمولی توجہ دی ہے اور بڑی شرح وبسط کے ساتھ اس کے اداب بیان کیے ہیں۔رسول اللہ ﷺ پر دوسری مرتبہ وحی نازل ہوئی تو نبوت کی بھاری ذمہ داریاں پورے کرنے کے لیے جہاں دیگر ہدایات دی گئیں وہیں ایک ہدایت یہ بھی دی گئی کہ آپ اپنے کپڑوں کو پاک وصاف رکھیے۔[1] طہارت وپاکیزگی اللہ عزوجل کی محبوب اور پسندیدہ چیزوں میں سے ہے۔[2] آپ ﷺ نے نظافت و طہارت کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔[3] آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل صاف ستھرے ہیں اور نظافت وطہارت کو پسند فرماتے ہیں۔[4] ایک روایت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اپنی وسعت وحیثیت کے بہ قدر پاک وصاف رہنے کا اہتمام کیا کرو کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسلام کی بنیاد ہی نظافت پر رکھی ہے، نظافت وطہارت کا اہتمام کرنے والے لوگ ہی جنت میں داخل ہوں گے۔"[5]

نماز اسلام کا دوسرا اہم رکن ہے جس کی ادائیگی کے لیے بھی جسم، کپڑے اور جگہ کی طہارت کو شرط قرار دیا گیا ہے، پھر وضو پر وضو کی ترغیب، وضو کے وقت مسواک کی ترغیب، جنابت لاحق ہونے کے بعد غسل کرنے کی تاکید، غسل میں ممکنہ حد تک پورے جسم پر پانی بہانے کا حکم، بیت الخلاء میں جوتے پہن کر داخل ہونے کا حکم، پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کے لیے بیٹھ کر پیشاب کرنے کا حکم، قضائے حاجت کے بعد ہاتھوں کو اچھی طرح دھونے کا حکم، پانی اگر موجود نہ ہو یا پانی کے استعمال سے ضرر شدید لاحق ہونے کا اندیشہ ہو تو تیمم کا حکم دیا گیا ہے تیمم سے اگرچہ چہرہ اور ہاتھ گرد وغبار سے کچھ نہ کچھ آلودہ ہو جاتے ہیں، تاہم نفسیاتی طور پر صفائی وستھرائی کا احساس باقی رہتا ہے اور ذہنی طور پر انسان اپنے کو پاک وصاف سمجھتا ہے۔مذکورہ ہدایات انسان کو نظافت وطہارت کے حوالہ سے نہ صرف حساس بناتی ہیں بلکہ انسان کو نفاست پسند، پاک باز اور خوش جمال بھی بناتی ہیں۔

احادیث مبارکہ میں طہارت ونظافت کے متعدد روحانی اور مادی فوائد بھی بیان کیے گئے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر، آنگن اور استعمال کی چیزوں کی صفائی کا اہتمام کرتا ہے تو اس سے فقر وتنگدستی دور اور غنا ومالداری نصیب ہوتی ہے۔[6] طہارت و نظافت کا اہتمام نہ کرنے پر وعید بھی وارد ہوئی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ عام طور پر عذاب قبر پیشاب سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔[7] ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے کیوں کہ ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا۔[8] نظافت وپاکیزگی کا التزام کر لیا جائے تو بہت سی بیماریوں سے حفاظت ہو سکتی ہے۔نہ صرف شرعی اور طبّی نقطہ نظر سے انسان کے لیے نفاست وپاکیزگی کا اہتمام ضروری ہے بلکہ عقل انسانی بھی نفاست وپاکیزگی کی متقاضی ہے۔ جو انسان طہارت وصفائی کا اہتمام کرتا ہے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں، خوش اخلاقی اور ملنساری سے پیش آتے ہیں۔طہارت اور نظافت کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں۔

- طہارت کی پہلی صورت یہ ہے کہ انسان کا جسم صاف ستھرا رہے۔جسم سے ہر قسم کی گندگی وناپاکی کو دور کیا جائے۔جسم اور اعضائے جسم کے دھلتے رہنے میں جہاں صحت کا قیام ہے وہاں حکم الٰہی کے مطابق طہارت کا اہتمام بھی ہے۔صحت اور طہارت لازم

ملزوم ہیں، طہارت کا دوام و قیام در حقیقت صحت کا انتظام ہے۔

- جسم کی پاکیزگی کے بعد اس جسم پر پہنایا جانے والا لباس پاک صاف ہو اور اس پر کسی نوعیت کی غلاظت ہو اور نہ ہی اس کے اثرات ہوں۔ لباس بے عیب، نظیف، طاہر اور ساتر ہو۔
- مقدور بھر ظاہری طہارت کا اہتمام کرنے اور اپنے ظاہر کو حکم شارع کے موافق کر لینے کے بعد باطن کی طہارت و پاکیزگی بھی ضروری ہے۔ اسلام کے مجموعی مزاج پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ طہارت و نظافت سے متعلق جو راہ نما اصول اسلامی تعلیمات پیش کرتی ہیں دیگر مذاہب کا دامن ایسی عمدہ اور پاکیزہ تعلیمات سے یکسر خالی ہے۔

اسلامی عقائد میں جو اہمیت توحید کی ہے تقریباً وہی حیثیت عبادات میں طہارت کی ہے۔ جس طرح توحید کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں ہو سکتا اسی طرح طہارت و نظافت کے بغیر کوئی عبادت قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ گویا جس طرح توحید کو مذہبی اعتقادات کا اصل الاصول سمجھا جاتا ہے اسی طرح نظافت و طہارت پر عبادات کا دار و مدار ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں کہ اگرچہ شریعت کے بہت سے ابواب ہیں اور ہر باب کے تحت سینکڑوں ہزاروں احکام ہیں لیکن اپنی بے پناہ کثرت کے باوجود تمام احکام طہارت، اخباث، سماحت اور عدالت کے ذیل میں آجاتے ہیں۔ آپ نے نظافت و طہارت کو شریعت کا ایک مستقل جز قرار دیا ہے۔ طہارت کی اقسام و اسرار کے بیان میں وہ لکھتے ہیں کہ طہارت کی تین قسمیں ہیں:

1. حدث سے طہارت: جن حالات میں غسل یا وضو واجب ہے ان میں غسل یا وضو کر کے شرعی طہارت حاصل کرنا۔
2. ظاہری نجاست سے طہارت: ظاہری نجاست اور پلیدگی سے جسم، لباس اور جگہ کو پاک و صاف کرنا۔
3. جسمانی طہارت: جسم کے مختلف حصوں میں جو میل کچیل پیدا ہوتا رہتا ہے جیسے ناک، دانت، ناخن، زائد بال وغیرہ کی صفائی کی کرنا۔[9]

انتخاب موضوع کا پس منظر

"فضلات" کا لفظ "فضلة" کی جمع ہے جس کے معنی یہ بیان کیے گئے ہیں: مایخرج من الجسم من البول ونحوہ[10] یعنی اس سے انسانی جسم سے خارج ہونے والا مواد اور اس سے متعلقہ دیگر چیزیں مراد ہیں۔ اگرچہ فضلات کے عموم میں رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک، ناخن مبارک، مستعمل پانی اور آپ ﷺ کے زیرِ استعمال اشیاء بھی آتی ہیں لیکن زیرِ نظر مضمون میں صرف بول مبارک اور دم مبارک کی روایات کی تحقیق اور تجزیہ مطلوب ہے۔ بنیادی طور پر آپ ﷺ کے زیرِ استعمال اشیاء کا تقدس کتب شمائل کا حصہ ہے۔ دنیا میں کسی اہم اور مقدس شخصیت کے زیر استعمال اشیاء کی قدر و منزلت ویسے ہی مسلم ہے۔ مقدس شخصیات سے منسوب اشیاء نہ صرف دنیا کے نوادرات اور بیش قیمت اشیاء شمار ہوتی ہیں بلکہ دینی اعتبار سے بھی ان اشیاء کی خاص اہمیت و مقام ہوتا ہے اور انہیں مقدس سمجھا جاتا ہے۔

قرآن حکیم میں مقام ابراہیم[11]، صفا و مروہ کی پہاڑیوں[12]، تابوت سکینہ[13] وغیرہ کو شعائرِ اسلام سے تعبیر کیا گیا ہے اور انبیائے کرام علیہم السلام سے منسوب اماکن کو "الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا"[14] کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آقا کریم ﷺ کے قدم مبارک کی مٹی بھی اس میں شامل ہے۔ جیسا کہ منقول ہے کہ امام مالک مدینہ منورہ سے حد درجہ عقیدت و احترام کی بنا پر قضائے حاجت کے لیے شہر کی حدود سے باہر محض اس لیے تشریف لے جاتے[15] کہ کہیں وہ و قضائے حاجت کے لیے کسی ایسی جگہ پر نہ بیٹھ جائیں جہاں سے نبی دو جہاں ﷺ کا گزر ہوا ہو۔ اگرچہ اس

درجہ کی احتیاط صحابہ کرام سے منقول نہیں ہے تاہم اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کا ادب جس شخص کے دل میں بھی آگیا اسے دنیا و آخرت میں اعزاز حاصل ہو گیا، لیکن جس کے دل میں عقیدت نہیں آئی تو اسے بے ادبی و گستاخی بھی نہیں کہا جا سکتا۔

یہ بات بڑی اہم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک کے نیچے کی مٹی کا اس قدر ادب واحترام انسانیت کے بس میں بھی نہیں ہے۔ مذکورہ بیانیہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس حد درجہ کا ادب واحترام اگر کہیں شریعت کے واضح احکام کی خلاف ورزی اور نافرمانی کا سبب بنے تو اس کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جس درخت کے سائے کو آقا کریم ﷺ نے شرف بخشا تھا،[16] امیر المؤمنین حضرت عمر نے اس درخت کو اس لیے اکھڑوا دیا[17] کہ لوگ اس کو اس قدر مقدس سمجھنے لگے تھے جو شریعت میں مطلوب نہیں ہے۔

اس مضمون میں فضلات نبویہ کو اس لیے زیر بحث لایا جا رہا ہے کہ بعض روایات میں رسول اللہ ﷺ کے فضلات کی حلت اور حصول برکت کا ذکر موجود ہے اور اس طرح کی کوئی بات جب جدید تعلیم یافتہ اذہان کے سامنے آئے تو انہیں تشویش لاحق ہو جاتی ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا کسی کے اس بات کا انکار کرنے سے اس کے ایمان میں خلل واقع ہو گا یا نہیں؟ دوسری بات یہ کہ اس طرح کی روایات کو بنیاد بنا کر بعض حد درجہ کے عقیدت مند حضرات اپنے بزرگوں کے فضلات کی طہارت اور حلت کا استدلال کرتے ہیں اس لیے ان مرویات کی صحت یا ضعف کے واضح ہونے سے مذکورہ بالا دونوں مسائل کا حل نکل سکتا ہے، کیونکہ ان احادیث کی صحت ثابت ہونے سے اوّل الذکر حضرات کی غلطی اور ثانی الذکر کے نظریہ کی تقویت واضح ہو جائے گی اور معاملہ اس کے برعکس ہوا تو جدید اذہان کی تصحیح اور حد درجہ کے معتقدین کے توہمات سے نجات حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو احسن تقویم پر پیدا فرما کر طہارت و نظافت کے ابدی اصول اس کی فطرت میں ودیعت کر دیے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ انسانیت کی معراج ہیں اور امت کے لیے اسوۂ حسنہ ہیں۔ جو شخصیت خود طہارت و نظافت کی معراج پر فائز ہو بھلا وہ امت کو منصب خلافت اور انسانی حسن اور مزاج کے برعکس کیسے درس دے سکتی ہے۔ طہارت و نظافت سے متعلق اسلام کے اصول واضح اور ابدی ہیں جن میں کسی کے انفرادی طرز عمل سے ردوبدل نہیں کی جا سکتی۔ قبل اس کے کہ شربِ بول سے متعلق روایات کا ذکر کیا جائے، ان احادیث کے سلسلے میں اہل علم کی مختلف آراء کو ذکر کیا جائے گا، شربِ بول کی احادیث مختلف طرق سے متعدد کتب حدیث میں موجود ہیں۔

شربِ بول سے متعلق احادیث و مرویات کا جائزہ

فن ائمہ جرح و تعدیل و محدثین نے بعض طرق کو ان کے ضعیف رواۃ ہونے کے سبب ان احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے جبکہ ان کے بعض طرق کو بعض محدثین نے قابل قبول بھی قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں جمہور اہلِ علم کی رائے یہی ہے کہ فضلاتِ نبوی ﷺ طاہر ہیں اور اس کی بنیاد وہ احادیث ہیں جن کو اہلِ علم محدثین نے صحیح قرار دیا ہے جبکہ بعض اہل علم نے اس رائے سے اختلاف کیا ہے اور وہ طرق جن کے ضعف پر ائمہ جرح و تعدیل نے کلام کیا ہے اس کی بنیاد پر جمہور کے مخالف رائے رکھتے ہیں اور جو طرق صحیح ہیں ان پر اپنے دلائل کی بنیاد پر جرح کرتے ہوئے ان طرق کو بھی ضعیف قرار دیتے ہیں۔

ذیلی سطور میں شرب بول سے متعلق مرویات کو ذکر کر کے ان پر فن ائمہ جرح و تعدیل کا تبصرہ بھی پیش کیا جائے گا۔ نیز جمہور اہلِ علم اور دوسرے فریق کے دلائل کو بھی ذکر کیا جائے گا، تاکہ ان روایات کے متعلق نقطہ نظر واضح ہو سکے۔ احادیث مبارکہ میں دو صحابیات کا تذکرہ

آتا ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا بول پی لیا۔ ان میں سے ایک کا نام حضرت ام ایمن (رسول اللہ ﷺ کی خادمہ تھیں) اور دوسری حضرت برکہ بنت یسارؓ تھیں، یہ حضرت اُم سلمہؓ کی خادمہ تھیں، ان کی حدیث مبارکہ حضرت اُمیمہ بنتِ رُقیقہ سے مروی ہے۔

حضرت ام ایمنؓ کی حدیث

حضرت ام ایمن کی روایت دو طرق سے مروی ہے جن میں سے ایک طریق کمزور سند کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ضعیف روایت کا سلسلہ رواۃ کچھ اس طرح ہے: "عنأبي مالك النخعي عن الأسودبن قيس عن نبيح العنزي عن أم أيمن،وأبومالك النخعي" جب کہ دوسری سند کچھ ایسے ہے: "عن الحسين بن حريث عن يعلى بن عطاء عن الوليدبن عبدالرحمن عن أم أيمن" سند کے اس طریق میں اہل علم کا اختلاف ہے، بعض نے اس کو معتبر اور بعض نے اسے غیر معتبر قرار دیا ہے۔

حضرت ام ایمنؓ کا طریق اول

1. حَدَّثَنَاأَبُوعَمْرِوبْنُ حَمْدَانَ،ثناالْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ،ثنااِسْحَاقُ بْنُ بُهْلُولٍ،ثناشَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، ثنا عَبْدالْمَلِكِ بْنُ حُسَيْنٍ أَبُو مَالِكٍ النَّخَعِيُّ،عَنِ الْأَسْوَدبْنِ قَيْسٍ،عَنْ نُبَيْحٍ العَنَزِيِّ،عَنْ أُمِّ أَيْمَنَ،قَالَتْ: بَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْبَيْتِ فَقَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَبَالَ فِي فَخَّارَةٍ فَقُمْتُ وَأَنَاعَطْشَى،لَمْ أَشْعُرمَافِي الْفَخَّارَةِ فَشَرِبْتُ مَافِيهَافَلَمَّاأَصْبَحْنَاقَالَ لِي: «يَاأُمَّ أَيْمَنَ! أَهْرِيقِي مَافِي الْفَخَّارَةِ» قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ شَرِبْتُ مَافِيهَا،فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَالَ: «أَمَاإِنَّهُ لَايَفْجَعُ بَطْنُكِ بَعْدَهُ أَبَدًا»[18]
2. أَخْبَرَنَاأَحْمَدبْنُ كَامِلٍ الْقَاضِي،ثَنَاعَبْدالله بْنُ رَوْحٍ الْمَدَايِنِيُّ،ثَنَاشَبَابَةُ،ثَنَاأَبُومَالِكٍ النَّخَعِيُّ،عَنِ الْأَسْوَدبْنِ قَيْسٍ،عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ،عَنْ أُمِّ أَيْمَنَ،رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَاقَالَتْ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ إِلَيَّ فَخَّارَةٍ مِنْ جَانِبِ الْبَيْتِ فَبَالَ فِيهَافَقُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَاعَطْشَى فَشَرِبْتُ مِنْ فِي الْفَخَّارَةِ وَأَنَالَاأَشْعُرُ،فَلَمَّاأَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ،قَالَ: «يَاأُمَّ أَيْمَنَ! قَوْمِي إِلَى تِلْكَ الْفَخَّارَةِ فَأَهْرِيقِي مَافِيهَا» قُلْتُ: قَدوَاللَّهِ شَرِبْتُ مَافِيهَا. قَالَ: فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَالَ: «أَمَاإِنَّكِ لَايَفْجَعُ بَطْنُكِ بَعْدَهُ أَبَدًا»[19]
3. حَدَّثَنَاالْحُسَيْنُ بْنُ إِسْحَاقَ التُّسْتَرِيُّ،ثناعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،ثناشَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ،حَدَّثَنِي أَبُومَالِكٍ النَّخَعِيُّ،عَنِ الْأَسْوَدبْنِ قَيْسٍ،عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ،عَنْ أُمِّ أَيْمَنَ،قَالَتْ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ إِلَى فَخَّارَةٍ فِي جَانِبِ الْبَيْتِ فَبَالَ فِيهَافَقُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ،وَأَنَاعَطْشَانَةٌ فَشَرِبْتُ مَافِيهَا،وَأَنَالَاأَشْعُرفَلَمَّاأَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «يَاأُمَّ أَيْمَنَ! قَوْمِي فَأَهْرِيقِي مَافِي تِلْكَ الْفَخَّارَةِ» قُلْتُ: قَدوَاللهِ شَرِبْتُ مَافِيهَا،قَالَتْ: فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ،ثُمَّ قَالَ: «أَمَاإِنَّكِ لَاتَتَّجِعِينَ بَطْنَكِ أَبَدًا»[20]
4. حَدَّثَنَاأَحْمَدبْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: ثناالْحَسَنُ بْنُ إِسْحَاقَ ثناعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: ثناشَبَابَةُ بْنُ سَوَّارقَالَ: ثناأَبُومَالِكٍ النَّخَعِيُّ عَنِ الْأَسْوَدبْنِ قَيْسٍ،عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ،عَنْ أم أيمن قَالَتْ: " قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ إِلَى فَخَّارَةٍ فِي جَانِبِ الْبَيْتِ فَبَالَ فِيهَافَقُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَاعَطْشَانَةٌ فَشَرِبْتُ مَافِيهَا وَ أَنَا لَا أَشْعُر فَلَمَّاأَصْبَحَ النبي ﷺ قَالَ: يَاأُمَّ أَيْمَنَ! قَوْمِي فَأَهْرِيقِي مَافِي تِلْكَ الْفَخَّارَةِ قُلْتُ: قَدوَاللَّهِ شَرِبْتُ مَافِيهَاقَالَتْ: فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِزُهُ ثُمَّ قَالَ: أَمَاإِنَّكِ لَاتَتَّجِعِينَ بَطْنَكِ أَبَدًا"[21]

الفاظ کے معمولی حذف واضافہ کے ساتھ مذکورہ روایات کا مفہوم یہ ہے کہ ام ایمن سے روایت ہے کہ ایک رات آپ ﷺ نے پختہ مٹی کے برتن میں پیشاب کیا، رات کے کسی پہر جب میری آنکھ کھلی اور مجھے پیاس محسوس ہوئی تو لاشعوری طور پر اس برتن سے پانی سمجھ کر پی لیا۔ علی الصبح جب آپ ﷺ نے فرمایا کہ ام ایمن اس برتن میں جو کچھ ہے اسے گرا کر خالی کر دو۔ تو میں نے جواب دیا کہ اس برتن میں موجود چیز کو تو میں نے پی لیا ہے۔ اس پر آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ تجھے کبھی پیٹ کی تکلیف نہ ہو گی اور ابو یعلیٰ کی روایت میں ہے کہ آج کے بعد تم کبھی پیٹ کی تکلیف کی شکایت نہ کرو گی۔

طریق اوّل پر اعتراضات

حضرت امِ ایمن کی روایت میں سے طرق ضعیف کی مذکورہ بالااحادیث حلیة الاؤلیاء، طبقات الاصفیاء، المستدرک علی الصحیحین، المعجم الکبیرللطبرانی، دلائل النبویه لابی نعیم اور التلخیص الحبیر میں منقول ہیں۔ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب ''التلخیص الحبیر''میں اس حدیث کے تمام طرق کو بیان فرماتے ہیں نیز صحابیات کی تعیین بھی فرماتے ہیں اور امِ ایمن کے طرق ضعیف کی وجہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ ابومالک نخعی ضعیف ہے اور اسی طرح نبیح عنزی کی امِ ایمن سے ملاقات ثابت نہیں ہے،اس وجہ سے اس طرق کو ضعیف قرار دیا ہے اور اپنی کتاب ''تقریب التہذیب''میں بھی ابومالک نخعی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہوئے ہیں کہ یہ متروک راوی ہے۔[22]

حضرت امِ ایمنؓ کا طریق دوم

حضرت امِ ایمنؓ سے مروی روایات کا طریق دوم کا سلسلہ رواۃ کچھ اس طرح ہے:وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُويَعْلَى: ثَنَامُحَمَّدبْنُ أَبِي بَكْر الْمُقَدَّمِيُّ،ثنامسلم بن قتيبة،عن الحسين بن حرب، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ،عَنِ الْوَلِيدبْنِ عَبْدالرَّحْمَنِ،عَنْ أُمِّ أَيْمَنَ۔امام ذھبی نے اس حدیث کو یوں روایت کیا ہے:

عَنْ أُمِّ أَيْمَنَ قَالَتْ: كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَّارَةٌ يَبُولُ فِيهَا، فَكَانَ إِذَا أَصْبَحَ يَقُولُ:"يَاأُمَّ أَيْمَنَ صُبِّي مَا فِي الْفَخَّارَةِ "فَقُمْتُ لَيْلَةً وَأَنا عطشى فَشَرِبت مَا فِيهَا، فَقَالَ رَسُول الله:" يَا أُمَّ أَيْمَنَ صُبِّي مَا فِي الْفَخَّارَةِ "فَقَالَت:يَا رَسُول الله قُمْتُ وَأَنَا عَطْشَى فَشَرِبْتُ مَا فِيهَا فَقَالَ:" إِنَّكَ لَنْ تَشْتَكِي بَطْنَكِ بَعْدَ يَوْمِكِ هَذَا أَبَدًا[23]

مذکورہ حدیث کو علامہ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب ''الخصائص الکبریٰ''میں کچھ اس طرح بیان کیا ہے۔

أخرج الْحسن بن سُفْيَان فِي مُسْنده وابو يعلى وَالْحَاكِم وَالدَّارَقُطْنِيّ وَأَبُو نعيم عَن أم أيمن قَالَت قَامَ النَّبِي ﷺ من اللَّيْل إِلَى فخارةفِي جَانب الْبَيْت فَبَال فِيهَا،فَقُمْت من اللَّيْل وَأَناعَطْشَانَة فَشَرِبت مَا فِيهَا،فَلَمَّا أصبح أخْبرته فَضَحِك وَقَالَ: إِنَّك لن تَشْتَكِي بَطْنك بعد يَوْمك هَذَا أبدا[24]

مذکورہ روایت تاریخ دمشق،الاصابه اور التلخیص الحبیر میں بھی موجود ہے اور اس پر کسی محدث نے کلام نہیں کیا۔اس طریق کو جب علامہ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب ''التلخیص الحبیر''میں نقل کرتے ہیں تو اس طریق پر کوئی جرح نہیں فرماتے۔حدیث کی یہ سند کتب حدیث میں مذکور نہیں ہے بلکہ کتب تاریخ میں ہے۔

طریق دوم پر اعتراضات

فریق دوم نے دلائل کی بنیاد پر اس طریق کو بھی ضعیف ٹھہرایا ہے اور ان روایات کو بھی قابل اعتماد نہیں سمجھا ان کے اس طریق پر وارد ہونے والا اعتراض یہ ہے کہ اس روایت میں ابومالک نخعی کا واسطہ گر گیا ہے۔واسطہ گرنے کا قرینہ یہ ہے کہ اس سند میں حسین بن حرب روایت کر رہے ہیں یعلی بن عطاء سے، جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ یعلی بن عطاء کے شاگردوں میں حسین بن حرب موجود ہی نہیں ہے۔دوسری بات یہ کہ ابومالک نخعی کے اساتذہ میں یعلی بن عطاء اور یعلی بن عطاء کے شاگردوں میں ابومالک نخعی موجود ہیں۔یہ اس بات پر مضبوط دلیل ہے کہ اس روایت کی سند میں ابومالک نخعی کے واسطہ کو ذکر نہیں کیا گیا ہے۔معترضین کہتے ہیں کہ ابن حجر نے ام ایمن کے اس طریق کو بیان کرتے ہوئے خاموشی اختیار کی ہے اور ان کی خاموشی ان کے مکمل اعتماد کی دلیل نہیں ہے اور اس طرح ان کے بہ قول ولید بن عبدالرحمان کا ام ایمن سے سماع بھی درکار ہے۔

ابو یعلی کی روایت کے علاوہ مذکورہ بالا تمام روایات میں امِ ایمن کے الفاظ "فشربت مافیہاوانالا اشعر" نقل کیے گئے ہیں گویا ایک بات تو واضح ہے کہ یہ کام بے خیالی اور لاشعوری طور پر کیا گیا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ آپ ﷺ کا جواباً یہ ارشاد فرمانا کہ کبھی آپ کے پیٹ میں درد نہ ہوگا تو یہ محمول کیا جاسکتا ہے ایک اور حدیث نبوی ﷺ پر جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت سے خطا اور نسیان کے سبب جو غیر شرعی کام ہو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔[25]

قرآن وسنت سے بھی واضح ہے کہ غلطی سے کیے گئے کام پر مواخذہ نہیں ہے اور اسی وجہ سے آپ ﷺ نے جواباً مواخذہ کرنے کے بجائے امِ ایمن کو ان کی خدمت کے عوض یہ دعا ارشاد فرمائی کہ تیرے پیٹ میں اب کبھی درد نہ ہوگا۔ ناپاک چیز میں شفا ہوسکتی ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور عصرِ حاضر میں روزمرہ استعمال کی مختلف اشیاء جن میں ادویات کا سمیٹکس مشروبات میں بعض ناپاک اشیاء کی قلیل آمیزش ہوتی ہے اور ضرورتاً ان اشیاء کے استعمال کو جائز قرار دیا گیا ہے۔

حضرت برکہ بنت یسارؓ کی حدیث

شرب بول کی دوسری روایت جو کہ حضرت اُمیمہ بنت رقیقہ سے مروی ہے اور اس روایت میں حضرت برکہ بنت یسار نامی صحابیہ کا شرب بول ثابت ہوتا ہے۔ اس روایت پر محدثین اور ائمہ جرح وتعدیل کے تبصروں کے بعد فریقین کے دلائل کو ذکر کیا گیا ہے۔ بعض کتب میں شرب بول کا ذکر کیا گیا ہے اور بعض کتب میں مطلق آپ ﷺ کے بول مبارک کا ذکر ہے کہ مٹی کا ایک برتن جو آپ کی چارپائی کے نیچے رکھا ہوتا تھا اور کبھی کبھار آپ اسے اس مقصد کے لیے استعمال کیا کرتے تھے۔ سب سے پہلے ان روایات کا ذکر کیا جاتا ہے جو اُمیمہ بنت رقیقہ سے مروی ہیں لیکن ان میں بول پینے کا ذکر نہیں ہے اور اس کے بعد وہ احادیث ذکر کی جائیں گی جن میں بول مبارک پینے کا ذکر ہے۔ مذکورہ دونوں قسم کی روایات میں طریق ایک ہی ہے۔

احادیث جن میں شرب بول کا ذکر نہیں ہے

1. حَدَّثَنَامُحَمَّدبْنُ عِيسَى،حَدَّثَنَاحَجَّاجٌ،عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ،عَنْ حُكَيْمَةَ بِنْتِ أميمة بِنْتِرُقَيْقَةَ،عَنْ أُمِّهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: «كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَدَحٌ مِنْ عِيدَانٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ،يَبُولُ فِيهِ بِاللَّيْلِ»[26]
2. أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدالرَّقِّيُّ الْوَزَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَاحَجَّاجُ - يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّد- قَالَ: قَالَ: ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَتْنِي حُكَيْمَةُ بِنْتُ أميمة،عَنْ أُمِّهَاأميمة بِنْتِ رُقَيْقَةَ قَالَتْ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ «قَدَحٌ مِنْ عِيدَانٍ يَبُولُ فِيهِ،وَيَضَعُهُ تَحْتَ السَّرِيرِ»[27]
3. حَدَّثَنَاأَبُوبَكْرٍإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدبْنِ إِسْمَاعِيلَ الْفَقِيهُ،بِالرِّيِّ،ثنامُحَمَّدبْنُ الْفَرَجِ الْأَزْرَقِ،ثناحَجَّاجِ بْنِ مُحَمَّدٍ،عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ،عَنْ حُكَيْمَةَ بِنْتِ أميمة بِنْتِ رُقَيْقَةَ،عَنْ أُمِّهَا،أَنَّهَاقَالَتْ: «كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَدَحٌ مِنْ عِيدَانَ تَحْتَ سَرِيرِهِ يَبُولُ فِيهِ بِاللَّيْلِ»[28]
4. أَخْبَرَنَامُحَمَّدُبْنُ عَبْدِاللهِ الْحَافِظُ،ناأَبُوبَكْرٍإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِبْنِ إِسْمَاعِيلَ الْفَقِيهُ بِالرِّيِّ، ثنا مُحَمَّد بْنُ الْفَرَجِ الْأَزْرَقُ،ناحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ،عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ،عَنْ حُكَيْمَةَ بِنْتِ أميمة بِنْتِ رُقَيْقَةَ، عَنْأُمِّهَا، قَالَتْ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَدَحٌ مِنْ عِيدَانَ تَحْتَ سَرِيرِهِ يَبُولُ فِيهِ بِاللَّيْلِ۔[29]

مذکورہ بالا روایات جو اُمیمہ بنت رقیقہ سے مروی ہیں ان میں مطلق برتن میں بول کرنے کا ذکر ہے تاہم ان روایات میں بول پینے کا ذکر نہیں۔

احادیث جن میں شرب بول کا ذکر موجود ہے

1. حَدَّثَنَاعَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الْعَطَّار, ثناحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّد, عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ , قَالَ: أَخْبَرَتْنِي حُكَيْمَةُ بِنْتُ أميمة, عَنْ أُمِّهَا, أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَهُ قَدَحٌ مِنْ عِيدَانٍ يَبُولُ فِيهِ ثُمَّ يُوضَعُ تَحْتَ سَرِيرِهِ فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ يُقَالُ لَهَا: بَرَكَةُ،جَاءَتْ مَعَ أُمِّ حَبِيبَةَ مِنَ الْحَبَشَةِ فَشَرِبَتْهُ،فَطَلَبَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالُوا: شَرِبَتْهُ بَرَكَةُ فَسَأَلَهَافَقَالَتْ شَرِبْتُهُ فَقَالَ: لَقَداحْتَضَرْتِي مِنَ النَّارِبِحِضَارأَوقَالَ: جُنَّةٍ أَوهَذَامَعْنَاهُ۔[30]
2. حَدَّثَنَايَحْيَى بْنُ مَعِينٍ،حَدَّثَنَاحَجَّاجٌ،عن ابن جريح،قَالَ:أَخْبَرَتْنِي حَكِيمَةُ بِنْتُ أميمة،عَنْ أميمة أُمِّهَا- أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبُولُ فِي قَدَحٍ مِنْ عَيْدَانٍ وَيُوضَعُ تَحْتَ سَرِيرِهِ،فَبَالَ فِيهِ لَيْلَةً،فَوُضِعَ تَحْتَ سَرِيرِهِ، فَجَاءَ فَإِذَاالْقَدَحُ لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ،فَقَالَ لامْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَابَرَكَةٌ- كَانَتْ تَخْدُمُهُ لأُمِّ حَبِيبَةَ جَاءَتْ مَعَهَامِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ: الْبَوْلُ الَّذِي كَانَ فِي هَذَاالْقَدَحِ مَافَعَلَ؟فَقَالَتْ: شَرِبْتُهُ يَارَسُولَ اللَّهِ. قَالَ أَبُوعُمَرَ: أظن بركة هذه هي أم أيمن المذكورة،والله أعلم،إنماهذه بركة بنت يسارمولاة أبي سفيان بن حرب،هاجرت مَعَ زوجهاقيس۔[31]
3. حَدَّثَنَاأَحْمَدبْنُ زِيَادالْحَذَّاءُ الرَّقِّيُّ،ثناحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ،عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ،قَالَ: حَدَّثَتْنِي حُكَيْمَةُ بِنْتُ أميمة بِنْتِ رُقَيْقَةَ،عَنْ أُمِّهَا،أَنَّهَاقَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَبُولُ فِي قَدَحِ عِيدَانٍ،ثُمَّ يَرْفَعُ تَحْتَ سَرِيرِهِ،فَبَالَ فِيهِ ثُمَّ جَاءَ فَأَرَادَهُ فَإِذَاالْقَدَحُ لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ،فَقَالَ لِامْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَابَرَكَةُ كَانَتْ تَخْدُمُ أُمَّ حَبِيبَةَ،جَاءَتْ بِهَامِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ: «أَيْنَ الْبَوْلُ الَّذِي كَانَ فِي الْقَدَحِ؟» قَالَتْ: شَرِبَتْهُ،فَقَالَ: «لَقَداحْتَظَرْتِ مِنَ النَّارِبِحِظَارٍ»[32]
4. أَخْبَرَنَاأَبُونَصْرعُمَربْنُ عَبْدالْعَزِيزِ بْنِ عُمَربْنِ قَتَادَةَ،ثناأَبُوالْحَسَنِ مُحَمَّدبْنُ أَحْمَدبْنِ حَامِد الْعَطَّارُ ثناأَحْمَدبْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَبْد الْجَبَّارِ،ثنايَحْيَى بْنُ مَعِينٍ،عَنْ حَجَّاجٍ،عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي حُكَيْمَةُ بِنْتُ أميمة،عَنْ أميمة،أُمِّهَاأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبُولُ فِي قَدَحٍ مِنْ عِيدَانٍ ثُمَّ وَضَعَ تَحْتَ سَرِيرِهِ فَبَالَ،فَوَضَعَ تَحْتَ سَرِيرِهِ فَجَاءَ فَأَرَادَهُ،فَإِذَاالْقَدَحُ لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ،فَقَالَ لِامْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَابَرَكَةٌ كَانَتْ تَخْدُمُهُ لِأُمِّ حَبِيبَةَ جَاءَتْ مَعَهَامِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ: " أَيْنَ الْبَوْلُ الَّذِي كَانَ فِي هَذَاالْقَدَحِ؟ قَالَتْ: شَرِبْتُهُ يَارَسُولَ اللهِ ﷺ"[33]

مذکورہ بالا روایات کو صحیح قرار دینے والے محدثین

مذکورہ روایت سے استدلال کرنے والے حضرات لکھتے ہیں کہ اس روایت کا صحیح ہونا متعدد محدثین سے مروی ہے: مثلاً ابن ملقن "البدرالمنیر" میں اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ دار قطنی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور عبدالحق اشبیلی اور ابن الصلاح نے بھی اس حدیث کو درست قرار دیا ہے۔وَذكرالدَّارَقُطْنِيّ أَن حَدِيث الْمَرْأَة الَّتِي شربت بَوْله صَحِيح.[34] اسی طرح الہیثمی مجمع الزوائد میں اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد اس کو درست قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ غَيْرعَبْداللَّهِ بْنِ أَحْمَدبْنِ حَنْبَلٍ وَحَكِيمَةَ وَكِلَاهُمَاثِقَةٌ.[35] مذکورہ محدثین کے صحیح قرار دینے کی وجہ سے جمہور کی رائے یہی ہے کہ یہ احادیث درست ہیں۔ اب اس روایت کے متعلق فریق دوم کے اعتراضات کو نقل کیا جاتا ہے تاکہ دونوں فریقین کے دلائل سامنے آسکیں۔

مذکورہ روایات پر عدم اعتماد کا اظہار کرنے والے محدثین

مذکورہ بالا روایت پر بھی فریق دوم کلام کرتے ہوئے دلائل کی روشنی میں اس کے درجہ کو بھی ضعیف قرار دیتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا آخری چار روایات اُمیمہ بنت رقیقہ سے مروی ہیں جن میں شرب بول کا ذکر ہے۔ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ حکیم بنت اُمیمہ مجہول ہیں،اور یہ بھی لکھا ہے کہ: لاتعرف۔[36] اسی طرح آپ الاصابہ فی تمییز الصحابہ میں حکیمہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ ابن جریج حکیمہ سے روایت کرنے میں تنہا ہیں اسی وجہ انہوں نے اِن کو مجہول لکھا ہے۔[37]

اسی طرح امام ذہبی اپنی کتاب میں میزان الاعتدال میں اس کے بارے میں یہی قول نقل کرتے ہیں کہ ابن جریج ان سے روایت لینے میں منفرد ہیں ان کی عبارت ایسے ہے "حكيمة[د،س].عن أمها أُميمه بنت رقيقة.تفردعنها ابنجريج.وقع لي حديثهافي نسخة يحيى بنمعين".[38] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کی سند میں بھی ضعف پایا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا تمام روایات جوامِ ایمن سے مروی ہیں یا حکیمہ بنت اُمیمہ سے ان سب روایات کے رواۃ پر ائمہ فن جرح وتعدیل کی رائے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان روایات کا درجہ اتنا قوی تسلیم نہیں کیا جاسکتا اور بالخصوص جب دیگر صحیح احادیث سے ان کا تضاد ثابت ہوتا ہو۔

رسول اللہ ﷺ کے خون مبارک سے متعلق روایات کا جائزہ

شرب بول نبی ﷺ کی روایات کے بعد اب ہم جائزہ لیتے ہیں ان روایات کا جن روایات میں آپ ﷺ کے بول مبارک کے پینے کا ذکر ہے اور یہ روایات پانچ اصحاب رسول ﷺ سے منقول ہیں۔ اسلام کا اصولِ نظافت وطہارت اس بات کا متقاضی ہے کہ اس قسم کی روایات کا تحقیقی جائزہ لیا جائے تاکہ اسلام کی تعلیمات کا واضح اور جامع ہونا ثابت کیا جاسکے۔ ذیلی سطور میں ان روایات کے ساتھ ان پر ائمہ جرح وتعدیل کا تبصرہ پیش کیا گیا ہے تاکہ صحت اور ضعف کے حوالے سے ان کا مقام واضح ہو سکے۔

1. قریشی غلام کی روایت

عَنْ عَطَاءٍ،عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ،قَالَ:«حَجَمَ النَّبِيَّﷺغُلَامٌ لِبَعْضِ قُرَيْشٍ،فَلَمَّافَرَغَ مِنْ حِجَامَتِهِ،أَخَذَالدَّمَ فَذَهَبَ بِهِ مِنْ وَرَاءِالْحَائِطِ،فَنَظَرَيَمِينًاوَشِمَالًا،فَلَمَّالَمْ يَرَأَحَدًاتَحَسَّى دَمَهُ حَتَّى فَرَغَ،ثُمَّ أَقْبَلَ،فَنَظَرَالنَّبِيُّﷺفِي وَجْهِهِ فَقَالَ:وَيْحَك مَاصَنَعْتَ بِالدَّمِ؟قُلْت:غَيَّبْته مِنْ وَرَاءِالْحَائِطِ،قَالَ:أَيْنَ غَيَّبْته؟قُلْت:يَارَسُولَ اللَّهِ!نَفِسْت عَلَى دَمِك أَنْ أُهْرِيقَهُ فِي الْأَرْضِ فَهُوفِي بَطْنِي قَالَ اذْهَبْ فَقَدأُحْرِزَتْ نَفْسُك مِنْ النَّارِوَنَافِعٌ قَالَ ابْنُ حِبَّانَ رَوَى عَنْ عَطَاءٍ،نُسْخَةً مَوْضُوعَةً،وَذَكَرمِنْهَاهَذَاالْحَدِيثَ،وَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: كَذَّابٌ[39]

مذکورہ بالا روایت میں ایک قریشی لڑکے کا آپ ﷺ کا بول مبارک پینا ثابت ہوتا ہے۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی نافع السلمی ابوہرمز بصری ہے جس پر محدثین نے کلام کیا ہے۔ امام ابن حبان اپنی کتاب "المجروحين من المحدثين" کے تحت فرماتے ہیں کہ نافع السلمی ابو ہرمز بصری نے امام عطاء بن ابی رباح کی طرف منسوب ایک جھوٹا نسخہ روایت کیا ہے۔ "روى عَن عَطاء وَابْن عَبَّاس وَ عَائِشَة نُسْخَة مَوْضُوعَة مِنْهَاعَنْ عَطَاءٍ۔"[40] مذکورہ روایت کو ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب التلخيص الحبير میں بیان کرنے کے بعد امام یحیی کا قول ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے نافع کو کذاب کہا۔[41] اس لیے یہ روایت بالاتفاق ضعیف ہے۔

2. عبداللہ بن زبیرؓ کی روایت

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی احادیث کے دو طرق ہیں۔ مذکورہ بالا دونوں طرق سے مروی روایات ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔

عبداللہ بن زبیرؓ کی روایت کا طریق اول

عبداللہ بن زبیرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جس میں دمِ رسول ﷺ کے پینے کا ذکر ہے اس روایت کو امام بیہقی نے سنن کبریٰ میں ذکر کیا ہے جو کہ درج ذیل ہے: هنيدبن قاسم عن عامربن عبدالله بن زبيرعنابيه "اس طریق کو محدثین صحیح قرار دیتے ہیں۔

أَخْبَرَنَاأَبُوالْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَبْنِ عَبْدَانَ،أنبأأَحْمَدبْنُ عَبْدَانَ،نامُحَمَّدبْنُ غَالِبٍ،نامُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَبُو سَلَمَةَ، ثنا

هُنَيْدُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرِبْنَ عَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ،يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: احْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَ أَعْطَانِي دَمَهُ، وَقَالَ: اذْهَبْ فَوَارِهِ لَايَبْحَثُ عَنْهُ سَبُعٌ أَوكَلْبٌ أَوإِنْسَانٌ "قَالَ: فَتَنَحَّيْتُ عَنْهُ فَشَرِبْتُهُ،ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ،فَقَالَ: مَاصَنَعْتَ؟ " قُلْتُ: صَنَعْتُ الَّذِي أَمَرْتَنِي قَالَ: " مَاأَرَاكَ إِلَّاقَدْ شَرِبْتَهُ " قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: " مَاذَاتَلْقَى أُمَّتِي مِنْكَ۔[42]

عبداللہ بن زبیرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے سنگی لگوائی اور مجھے حکم دیا کہ میں خون کو ایسی جگہ چھپادوں جہاں سے درندے، کتے یا کوئی انسان اسے نہ پاسکے۔ عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ سے دُور چلا گیا اور اس خون کو پی لیا۔ جب میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھ سے خون سے متعلق استفسار کیا تو میں نے عرض کیا کہ میں نے ویسے ہی کیا جیسے آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے خیال میں تم نے اسے پی لیا ہے۔ میں نے عرض کیا آپ ﷺ نے بجافرمایا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے بشارت دی کہ اب میرا کوئی امتی تم سے بغض وکینہ سے نہیں ملے گا۔

ابن حجر عسقلانی نے اس روایت کو التلخیص الحبیر میں بیان کر کے اس راوی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

عَنْ عَبْدِالله بن الزبيرأَنَّهُ شَرِبَ دَمَ النَّبِيِّ ﷺالْبَزَّاروَالطَّبَرَانِيُّ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَأَبُونُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ مِنْ حَدِيثِ عَامِرِبْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِعَنْ أَبِيهِ قَالَ: احْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَعْطَانِي الدَّمَ فَقَالَ: "اذْهَبْ فَغَيِّبْهُ" فَذَهَبْت فَشَرِبْته فَأَتَيْت النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: "مَاصَنَعْت؟ "، قُلْت: غَيَّبْته, قَالَ: لَك مِنْ النَّاسِ وَوَيْلٌ لِلنَّاسِ مِنْك" وَرَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِوَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْخَصَائِصِ مِنْ السُّنَنِ وَفِي إسْنَادِهِ الْهُنَيْدبْنُ الْقَاسِمِ وَ لَابَأْسَ بِهِ لَكِنَّهُ لَيْسَ بِالْمَشْهُورِبِالْعِلْمِ۔[43]

هنيدبن قاسم کے متعلق ابن حجر عسقلانی "لاباس به" فرماتے ہیں کہ اس کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں لیکن یہ مشہور بالعلم نہیں ہیں۔ تعدیل کی بناپر محدثین اس طرق کو صحیح قرار دیتے ہیں جبکہ فریق دوم اس کے صحیح ہونے کو تسلیم نہیں کرتا اور اس روایت کے ضعف پر دلیل پیش کرتے ہیں۔

مذکورہ طریق پر فریق ثانی کے اعتراضات

مذکورہ وایت کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس کا راوی الھنیدبن قاسم مجہول ہے۔ اس روای کے بارے میں متقدمین ائمہ محدثین میں سے کسی نے اس کی توثیق نہیں کی ہے۔ لہذا ابن حجر کا "لاباس به" کہنا اس کی توثیق نہیں کرتا اور سب سے بڑہ کر یہی روایت جو دیگر طرق سے مروی ہے ان کی سند میں بعض راوی کذاب ہیں۔ دیگر احادیث کا ضعف بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خون پینے کی روایات کا درجہ اتنا مضبوط نہیں ہے کہ ان کو تسلیم کیا جاسکے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی روایت کا طریق دوم

طریق دوم کو دار قطنی اور ابن عساکر نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے، محدثین نے اس طریق کو بھی ضعیف قرار دیا ہے۔

حَدَّثَنَاعَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدبْنِ عَبْدِالْعَزِيزِ , نامُحَمَّدبْنُ حُمَيْد, ثناعَلِيُّ بْنُ مُجَاهِد, ثنارَبَاحٌ النُّوبِيُّ أَبُومُحَمَّد مَوْلَى آلِ الزُّبَيْر,قَالَ:سَمِعْتُ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرتَقُولُ لِلْحَجَّاجِ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ فَدَفَعَ دَمَهُ إِلَى ابْنِي فَشَرِبَهُ,فَأَتَاهُ جَبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرَهُ , فَقَالَ: «مَاصَنَعْتَ؟» قَالَ: كَرِهْتُ أَنْ أَصُبَّ دَمَكَ, فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَاتَمَسَّكَ النَّارُ» , وَمَسَحَ عَلَى رَأْسِهِ وَقَالَ: «وَيْلٌ لِلنَّاسِ مِنْكَ وَوَيْلٌ لَكَ مِنَ النَّاسِ»[44]

مذکورہ بالا روایت سنن دار قطنی کی روایت ہے اور یہ حدیث بھی دم رسول ﷺ پینے کے متعلق ہے اس کی سند میں محمد بن حمید اور علی

بن مجاہد ہیں اور یہ دونوں راوی ضعیف ہیں جس کی وجہ سے اس کی سند میں شدید ضُعف ہے۔ابن حجر عسقلانی نے تقریب التہذیب میں محمد بن حمید کی تضعیف کو بیان کیا ہے"محمدابن حميدابن حيان الرازي حافظ ضعيف۔"[45] دوسرا راوی علی بن مجاہد ہے جس کو حافظ ذہبی نے اپنی کتاب "المغنی فی الضعفاء" میں کذاب لکھا ہے "عَليّ بن مُجَاهِدكَذَّاب ترَاهُ" [46] ابن حجر عسقلانی ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ متروک راوی ہے۔امام احمد کے اساتذہ میں ان سے بڑھ کر کوئی ضعیف نہ تھا۔[47]

اسی طرح ایک روایت ابوطیبہ اور حضرت علیؓ سے بھی ہے جس میں شُرب دم رسول ﷺ کا ذکر ہے۔ابوطیبہ والی روایت کے متعلق ابن حجر فرماتے ہیں کہ لگتا یہی ہے کہ یہ قریشی غلام والی روایت ہی ہے ابوطیبہ کا نام اس میں غلطی سے لیا گیا ہے۔[48] حضرت علیؓ والی روایت کے متعلق ابن الملقن اور ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ روایت ہمیں نہ مل سکی۔[49]

3. حضرت سفینہؓ سے مروی روایت

نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہؓ کے بارے میں یہ بھی تذکرہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حجامہ کا خون پھینکنے کی بجائے پی لیا اور آپ ﷺ پتا چلنے پر مسکرا دیئے۔جو کہ رضامندی کی واضح دلیل ہے۔یہ روایت سنداً ضعیف ہے بوجہ بریہ کے حال کے پوشیدہ ہونے کے۔

احتجم النبيﷺثم قال لي:خذ هذاالدم فادفنه من الدواب والطير،أوقال:الناس والدواب.قال: فتغيبت به فشربته .قال: ثم سألني فأخبرته أني شربته، فضحك قَالَ أَبُوعَبْدِاللَّه: فِي إِسْنَادِهِ نَظَرٌ.[50]

مذکورہ روایت امام بخاری نے تاریخ الکبیر میں،ابن عدی نے الکامل میں،البیہقی نے السنن الکبریٰ میں اور طبرانی نے المعجم الکبیر میں اسی طریق کے ساتھ روایت نقل کی ہے۔مذکورہ روایت کو نقل کرنے کے بعد امام بخاری فرماتے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے۔اسی روایت کو ابن کثیر اپنی کتاب میں نقل کرنے کے بعد اس کو ضعیف قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس میں راویہ بریہ کے حال سے عدم واقفیت کی وجہ سے یہ حدیث نہایت ضعیف ہے۔[51] خلاصہ کلام یہ ہے کہ محدثین کے ہاں "بریہ" کے حال پوشیدہ ہونے کے سبب بالاتفاق ضعیف ہے۔

4. سالم ابوہند کی روایت

سالم ابوہند کی روایت میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو دوبارہ ایسا کرنے سے منع فرمایا،روایت کی سند اور متن کچھ اس طرح ہے۔

رواه أبونعيم في معرفة الصحابة من حديث سالم أبي هندالحجام قالحجمت رسول اللهﷺ فلمافرغت شربته، فقلت يارسول الله! شربته. فقال: ويحك ياسالم، أماعلمت أن الدم حرام!لاتَعُد) وفي إسناده أبو الحجاف،وفيه مقال۔[52]

ابوالحجاف کے ضعیف ہونے کے سبب ابن حجر عسقلانی نے اس روایت کو بھی ضعیف قرار دیا ہے۔

5. مالک بن سنانؓ کی روایت

مذکورہ روایت ابن حجر عسقلانی نے نقل کی ہے جو مالک بن سنان والد أبي سعید الخدریؓ کی ہے۔

روى الطبراني في المعجم الأوسط بسنده عن ربيح بنعبدالرحمن بن أبي سعيدعن أبيهعن جدهأن أباه مالك بن سنان لماأصيب رسول اللهﷺفي وجهه يوم أحدمص دم رسول اللهﷺ وازدرده،فقيل له أتشرب الدم؟ قال: نعم،أشرب دم رسول اللهﷺ،فقال رسول الله ﷺ: خالط دمي بدمه لاتمسه النار. لَا يُرْوَى هَذَاالْحَدِيثُ عَنْ أَبِي سَعِيدإِلَّا بِهَذَاالْإِسْنَادِ،تَفَرَّدبِهِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ۔[53]

شرب دَم رسول ﷺ کی مذکورہ بالا تمام روایات کو نقل کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سوائے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی روایت کے ایک طریق کے اور جتنی بھی روایات ہیں ان کے رواۃ کی تضعیف کی گئی ہے۔البتہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے طریق صحیح والی روایت میں هنيدبن قاسم نامی راوی کی ابن حجر نے تعدیل فرمائی ہے لیکن تعدیل کے الفاظ کے مراتب میں ادنی الفاظ ذکر کیے ہیں اسی وجہ سے عدم طہر کے قائلین اس سند کو بھی ضعیف قرار دیتے ہیں۔

طہارت کا قول اختیار کرنے والے محدثین اور فقہاء

جمہور متاخرین میں سے امام کرمانی، امام قسطلانی، امام نووی، ابن عابدین شامی، ملا علی قاری رحمہم اللہ وغیرہ نے رسول اللہ ﷺ کے بول و براز سے متعلق طہارت کا قول لیا ہے۔امام بخاری کے قائم کردہ باب بَابُ البُزَاقِ وَالمُخَاطِ وَنَحْوِهِ فِي الثَّوْبِ کے تحت امام کرمانی شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ اس باب میں آپ ﷺ کے لعاب دہن اور دیگر رطوبات کی طہارت کا بیان ہے اور اس میں آپ ﷺ کے پاکیزہ فضلات کا تبرک بھی ثابت ہوتا ہے۔[54] رسول اللہ ﷺ کے فضلات کی پاکی اور طہارت سے متعلق امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پیشاب اور بول مبارک سے برکت حاصل کی جاتی تھی۔[55] مذکورہ حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ:

> ''علامہ نووی نے شرح مہذب میں فرمایا اور استدلال کیا ان لوگوں نے جو حضور ﷺ کی حدیثین معروفین یعنی بول و براز کی پاکی اور طہارت کے قائل ہیں اس حدیث سے کہ ابوطیبہ حجام نے آپ ﷺ کے پچھنے لگائے اور اس سے نکلا ہوا خون پی لیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کی تنکیر نہ فرمائی، نیز ایک خاتون نے آپ ﷺ کا بول پی لیا اور اس پر بھی حضور نے انکار نہ فرمایا، ابوطیبہ والی حدیث ضعیف ہے اور بول مبارک پینے کی حدیث صحیح ہے۔دار قطنی نے اسے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔مذکورہ احادیث کو ایک دوسرے پر قیاس کر کے فضلاتِ نبوی کی طہارت ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں۔اس کے بعد فرمایا کہ قاضی حسین کا قول اس مسئلہ میں یہ ہے کہ حضور ﷺ کے تمام فضلات کو قطعاً طاہر مانا جائے۔''[56]

ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ:

> وَقَدْ تَكَاثَرَتِ الْأَدِلَّةُ عَلَى طَهَارَةِ فَضَلَاتِهِ وَعَدَّ الْأَئِمَّةُ ذَلِكَ فِي خَصَائِصِهِ فَلَا يُلْتَفَتُ إِلَى مَا وَقَعَ فِي كُتُبِ كَثِيرٍ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ مِمَّا يُخَالِفُ ذَلِكَ فَقَدِ اسْتَقَرَّ الْأَمْرُ بَيْنَ أَئِمَّتِهِمْ عَلَى الْقَوْلِ بِالطَّهَارَةِ۔[57]
>
> آپ ﷺ کے فضلات کے پاک ہونے کے دلائل حدِ کثرت کو پہنچے ہوئے ہیں اور ائمہ کرام نے اس کو آپ ﷺ کی خصوصیات میں شمار کیا ہے، پس بہت سے شوافع کی کتابوں میں جو اس کے خلاف پایا جاتا ہے، وہ لائقِ التفات نہیں، کیونکہ ان کے ائمہ کے درمیان طہارت کے قول ہی پر معاملہ منتج ہوا ہے۔

ایک اور جگہ آپ نے لکھا ہے کہ ''اس سے لعاب دہن اور جسم سے الگ کیے ہوئے بالوں کی طہارت ثابت ہوتی ہے اور نیک لوگوں کے فضلات کا تبرک بھی ثابت ہوتا ہے۔''[58] علامہ بدرالدین عینی نے رسول اللہ ﷺ کے فضلات کی طہارت کو دلائل سے ثابت کیا ہے، اور شوافع میں سے جو لوگ اس کے خلاف کے قائل ہیں ان پر بلیغ رَد کیا ہے۔[59] آپ مزید فرماتے ہیں کہ:

''امام غزالی کے بقول نبی کریم ﷺ کا خون اور بول ناپاک تھا، غزالی پر افسوس ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے متعلق اس قدر غلط بات کی ہے جبکہ کثیر احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے آپ ﷺ کا خون پیا۔۔۔اور آخر میں یہاں تک لکھا ہے کہ کوئی جاہل اور غبی شخص ہی آپ ﷺ کے فضلات و متعلقات کو عوام الناس کے برابر کہہ سکتا ہے۔''[60]

فقہِ مالکی کی کتاب منح الجليل شرح مختصرالخليل میں ہے کہ انسان کے فضلات ماسوائے انبیاء کرام ؑ کے ناپاک ہیں۔ انبیاء کرام کے فضلات ان کے بر گزیدہ ہونے کی وجہ سے پاک ہیں، خواہ ان کی بعثت سے قبل ہو۔انبیائے کرامؑ کا اِستنجا کرنا تنظیف و تشریع کے لیے تھا۔[61]

عدم طہارت کا قول اختیار کرنے والے محدثین اور فقہاء

شوافع میں سے جمہور متقدین، امام غزالی، ابو جعفر ترمذی، امام الحرمین الجوینی وغیرہ نے عدم طہارت کا قول لیا ہے۔ شوافع نے عمومی قیاس کے تحت رسول اللہ ﷺ کے بول و براز کو ناپاک اور حرام قرار دیا ہے۔ جو کچھ روایات میں وارد ہوا ہے اس سے انہوں یہی مراد لیا ہے کہ وہ استعمال دوا کے طور پر تھا۔ روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابو طیبہ کے خون پینے پر فرمایا تھا کہ آئندہ ایسی غلطی نہ کرنا اور ہر طرح کا خون حرام ہے۔[62] امام نووی فرماتے ہیں کہ:

''عورت کے پیشاب پینے کا واقعہ صحیح ہے، اِمام دار قطنی نے اس کو روایت کر کے صحیح کہا ہے اور یہ حدیث تمام فضلات کی طہارت کے استدلال کے لیے کافی ہے۔ تاہم جمہور شوافع کے بقول آپ ﷺ کا بول و براز ناپاک ہیں اور جمہور عراقیوں کا حتمی اور پختہ قول بھی یہی ہے البتہ قاضی حسین کے نزدیک راجح قول طہارت کا ہے۔[63]

ابو جعفر ترمذی نے کہا ہے کہ:

آپ ﷺ کے موئے مبارک پاک اور غیر نبی مردہ کے بال ناپاک ہیں کیوں کہ حدیث مبارکہ کے مطابق آپ ﷺ نے اپنے موئے مبارک صحابہ کرام میں تقسیم فرمائے۔ ابو جعفر سے جب آپ ﷺ کے خون سے متعلق استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا آپ ﷺ کا خون بھی پاک ہے اس لیے کہ ابو طیبہ نے اسے پیا تھا۔ پھر ابو جعفر سے آپ ﷺ کے بول سے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا چونکہ بول پیٹ کی گندگی اور خوراک سے پیدا ہوتا ہے اس لیے وہ ناپاک ہے۔[64]

امام الحرمین الجوینی لکھتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ کے فضلات اور خون سے متعلق شوافع میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ قیاس کے مطابق وہ ناپاک ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ جس طرح ہر انسان اپنے فضلات سے بچتا ہے اسی طرح آپ ﷺ بھی اپنے فضلات سے احتیاط فرماتے تھے اور یہ کہ آپ ﷺ نے اپنے متعلق کبھی ظاہری اور باطنی نجاست میں فرق نہیں کیا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ ﷺ کے سب فضلات پاک ہیں کیونکہ ابو طیبہ اور امِ ایمنؓ کی حدیث موجود ہے، تاہم اس کا جواز علاج کے طور پر تھا اور فقہی قاعدہ کہ نجس چیز کو بطور علاج استعمال کیا جا سکتا ہے۔[65]

ابنِ عابدین شامی لکھتے ہیں کہ :

بعض آئمہ شافعیہ نے آپ ﷺ کے بول اور باقی فضلات کی طہارت کو صحیح قرار دیا ہے، اِمام ابو حنیفہ بھی اسی کے قائل ہیں جیسا کہ مواہب لدنیہ میں علامہ عینی کی شرحِ بخاری سے نقل کیا ہے۔[66]

مُلا علی قاری اس موضوع پر طویل کلام کے بعد لکھتے ہیں کہ :

ابنِ حجر کہتے ہیں کہ ہمارے آئمہ متقدمین اور دیگر نے ان احادیث سے آپ ﷺ کے فضلات کی طہارت پر استدلال کیا ہے، متأخرین کی جماعت کی موافقت میں بھی مختار ہے، کیونکہ اس پر دلائل بکثرت ہیں اور آئمہ نے اس کو آپ ﷺ کے خصائص میں شمار کیا ہے۔[67]

محدثین اور فقہاء کی آراء سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں:

- صدر اوّل کے فقہاء اور محدثین کرام کے ہاں اس مسئلہ کو زیر بحث نہیں لایا گیا۔
- مذکورۃ الصدر روایات میں لفظ فضلات سے ہر جگہ بول و براز مراد نہیں۔ ابن حجرؒ جیسا بلند پایہ محدث جب یہ لکھتا ہے رسول اللہ ﷺ اور نیک لوگوں کے فضلات کا تبرک جائز ہے تو اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ نیک لوگوں کا بول و براز بھی متبرک ہے۔
- احناف میں سے شارح صحیح بخاری علامہ عینی اور ملا علی قاری کا مؤقف فضلاتِ نبوی ﷺ کی طہارت اور حصول برکت کا ہے۔
- بعض متقدمین شوافع کے نزدیک عمومی قیاس کے تحت رسول اللہ ﷺ کا بول و براز ناپاک اور حرام ہے۔
- جمہور متاخرین محدثین اور فقہاء کرام کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے فضلاتِ اِبارکہ پاک ہیں اور ان کا تبرک ثابت ہے۔
- آپ ﷺ کا فضلات سے طہارت حاصل کرنا تنظیف اور تشریع کے لیے تھا۔
- رسول اللہ ﷺ کے بول براز کی طہارت اور عدم طہارت سے متعلق امام بخاریؒ کا توقف معلوم ہوتا ہے۔
- رسول اللہ ﷺ خود بھی اپنے فضلات سے اجتناب فرماتے اور آپ نے احتیاط نہ برتنے پر وعید فرمائی ہے۔

خلاصہ بحث

رسول اللہ ﷺ کے فضلات کی طہارت سے متعلق محدثین اور فقہائے کرام کے درمیان اختلاف ہے۔ جمہور متاخرین محدثین اور فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ حضور ﷺ افضل البشر اور سید البشر ہیں اور آپ ﷺ کے فضلات پاک ہیں اور یہ کہ آپ ﷺ کے فضلات کی طہارت کا مسئلہ قیاس کی حدود سے باہر ہے اور اس میں عوام کے سامنے زیادہ کلام کرنا مفید نہیں۔ انہوں نے اس کو آپ ﷺ کی خصوصیات میں شمار کیا ہے۔ جو فقہاء طہارت کے قائل نہیں ان کا دلائل کے عموم کی وجہ سے مختلف قول ہے لہٰذا ان کو گمراہ یا گستاخ کہنا بھی درست نہیں ہے۔ طہارت اور عدم طہارت نہ تو کفر و ایمان کا مسئلہ ہے اور نہ ہی یہ کوئی ایسا اعتقاد ہے کہ جس کا رکھنا واجب ہے۔

نیک لوگوں کے فضلات کے تبرک سے متعلق ابن حجر کے محولہ بالا قول کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے کہ نیک لوگوں کے بول و براز اور بلغمی رطوبات سے تبرک حاصل کیا جا سکتا ہے، زیادہ سے زیادہ صحت مند نیک لوگوں کے لعاب دہن کا تبرک ثابت ہوتا ہے جسے عام طور پر تحنیک کہتے ہیں۔ نصوص میں باطنی طہارت کے ساتھ ساتھ ظاہری طہارت کے حصول کو بھی لازم قرار دیا ہے۔

فضلات نبوی ﷺ سے متعلق روایات کی تحقیق کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان کی طہارت اور تبرک سے متعلقہ احادیث ظاہری طور پر صحت کے درجے تک پہنچ رہی ہیں۔ علمائے اسلام کا اصولی مؤقف ہے اور اس پر اجماعِ امت ہے کہ عقائد میں متواتر نص سے اور عملی احکام میں صحیح یا حسن خبر واحد سے استدلال کیا جاسکتا ہے اور اس سے نچلے درجے کی روایات صرف فضائلِ احکام میں بیان کی جاسکتی ہیں مگر ان روایات سے کسی عقیدہ و عمل کا تعین نہیں کیا جاسکتا۔

لہذا ثابت ہوا کہ دین اسلام طہارت کے جو سنہری اصول پیش کرتا ہے وہ اپنی جگہ مسلمہ ہیں اور ان میں کسی قسم کا تضاد پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ آپ ﷺ کے فضلات مبارکہ سے متعلق ہر دور میں اہل علم کا اختلاف رہا ہے۔ فطری طور پر طبائع بھی مختلف ہوتی ہیں اس لیے اس مسئلے میں اختلافی آراء کی گنجائش رکھنی چاہیے اور ایک دوسرے پر فتویٰ بازی سے گریز کرنا چاہیے۔ البتہ بزرگوں اور صالحین کے معاملے کو نبی کریم ﷺ پر قیاس کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ یہ چیز نہ صرف اسلام کی بنیادی تعلیمات سے متصادم، جاہلی توہمات و تعصبات کا موجب ہے بلکہ جدید تعلیم یافتہ دور میں اسلام اور اہل اسلام کی تضحیک و تذلیل اور موذی بیماریوں کا بھی سبب ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 international license.

حواشی وحوالہ جات

[1] القرآن 4 :74۔

[2] القرآن 2 :222۔

[3] مسلم بن الحجاج، **الجامع الصحيح**، كِتَابِ الطَّهَارَةِ، بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ، رقم الحديث:1۔

[4] محمد بن عيسى الترمذي، **السنن**، أَبْوَابُ الْأَدَبِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّظَافَةِ، رقم الحديث:2799۔

[5] جلال الدين السيوطي، **الفتح الكبير في ضم الزيادة إلى الجامع الصغير**، باب حرف التَّاء، رقم الحديث:5469۔

[6] جلال الدين السيوطي، **الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة**، رقم الحديث: 309۔

[7] أبو عبد الله محمد بن يزيد، **السنن ابن ماجة**، كِتَابُ الطَّهَارَةِ وَسُنَنِهَا، بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الْبَوْلِ، رقم الحديث:348۔

[8] محمد بن إسماعيل البخاري، **الجامع الصحيح**، كِتَابُ الوُضُوءِ، بَابٌ: مِنَ الكَبَائِرِ أَنْ لاَ يَسْتَتِرَ مِنْ بَوْلِهِ، رقم الحديث:216۔

[9] أحمد بن عبد الرحيم شاه ولي الله، **حجة الله البالغة**، (بيروت:دار الجيل، 2005م)، ج1، ص294۔

[10] ابراہیم مصطفی، **المعجم الوسيط**، (قاهره:دار الدعوه، تاريخ، س ن)، ج2، ص693۔

[11] القرآن 2 :125۔

[12] القرآن 2 :158۔

[13] القرآن 2 :248۔

[14] القرآن 17 :1۔

[15] شاه عبدالعزيزمحدث دہلوی، **بستان المحدين**، (يوپی هند: مفتی الہی بخش اکیڈیمی، مولويان ،كاندهله شاملی، 1436ھ)، ص10۔

[16] القرآن 48 :18۔

[17] أبو بكرعبد الله بن محمدابن أبي شيبة، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، باب فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺوَإِتْيَانِهِ، رقم الحديث:7545۔

[18] احمد بن عبد الله ابو نعيم، **حلية الأولياء وطبقات الأصفياء**(بيروت:دارالكتب العلمية، 1409ھ)، ،باب أُمُّ أَيْمَنَ وَمِنْهُنَّ أُمُّ أَيْمَنَ الْمُهَاجِرَةُ، ج2، ص67۔

[19] محمدبن عبد الله، **المستدرک على الصحيحين**، باب ذِكْرُ أُمِّأَيْمَنَ مَوْلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَحَاضِنَتِهِ، رقم الحديث:6912۔

[20] سليمان بن احمد الطبرانی، **المعجم الكبير**، (قاهره:مكتبه ابن تيميه، س۔ن)، ج25، ص89۔

[21] احمدبن عبدالله الاصبہانی، **دلائل النبوةلابی نعيم**، (بيروت:دار النفائس، الطبعة الثانية 1986ھ)، رقم الحديث: 365، ج1، ص444۔

[22] احمدبن علی بن محمد ابنِ حجرالعسقلانی، **تقريب التهذيب**، باب الكنى على الترتيب الماضي في الأسماء و الاعتبار بما بعد أداة الكنية، حرف الميم، رقم الحديث:8337۔

[23] ابو الفداءاسماعیل بن عمر بن کثیر،**البداية والنهاية**،(بیروت:دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، الطبعة: الأولى، 1418ھ)،باب [إِمَاؤُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ)،ج2،ص286۔

[24] جلال الدين السيوطي،**الخصائص الكبرى**، بَاب الِاسْتِشْفَاء ببوله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم،(بیروت:دار الكتب العلمية، س۔ن)، ذكر المعجزات والخصائص فِي خلقه الشريف ﷺ،ج1،ص122۔

[25] أبو عبد الله محمد بن يزيد،**السنن ابن ماجه**،بَابُ طَلَاقِ الْمُكْرَهِ وَالنَّاسِي،رقم الحديث:2045۔

[26] **سليمان بن اشعث السجستانى**،**السنن**،بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَبُولُ بِاللَّيْلِ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ يَضَعُهُ عِنْدَهُ،رقم الحديث:24۔

[27] احمد بن شعيب النسائى،**السنن الكبرىٰ**،كِتَاب الطَّهَارَةِ،باب البول فى الاناء،رقم الحديث:31۔

[28] محمد بن عبدالله النيشابورى،**المستدرک على الصحيحين**،باب وَأَمَّا حَدِيثُ عَائِشَةَ،رقم الحديث:593۔

[29] احمد بن حسين البيهقہى،**السنن الكبرى للبيهقہى**،بَابُ الْبَوْلِ فِي الطَّسْتِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْأَوَانِي،رقم الحديث:481۔

[30] ابوبكر بن ابى عاصم الشيبانى،**الآحاد والمثانى**،أُمَيْمَةُ , غَيْرُ منسوبةٍ لَا نَدْرِي مَنْ هِيَ،رقم الحديث: 3342۔

[31] ابو عمر يوسف بن عبد الله ابن عبدالبر،**الاستيعاب فى معرفةاصحاب**،(بيروت:دارالجيل،1992م)،ج4،ص1794۔

[32] سليمان بن احمد الطبرانى،**المعجم الكبير**،(قاہرہ:مكتبه ابن تيمييه،1994م)، أُمَيْمَةُ بِنْتُ رُقَيْقَةَ بِنْتِ صَيْفِيِّ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ ،رقم الحديث:477،ص24-169۔

[33] ابو بكر احمد بن الحسين بن على البيهقى،**السنن الكبرى**،(بيروت:دار الكتب العلمية،2003م)،ص7،ص106۔

[34] عمر بن على ابن ملقن،**دار الهجرة للنشر والتوزيع**،(الرياض:السعودية،الطبعة الاولىٰ2004م)،ج1،ص485۔

[35] على بن ابو بكر الہيثمى،**مجمع الزو ائد ومنبع الفو ائد**،(القاهرة:مكتبة القدسي،1994م)،ج8،ص270۔

[36] ابنِ حجر العسقلانى،**تقريب التهذيب**،باب النساء،حروف الحاء،رقم الحديث:8565۔

[37] احمد بن على،**الاصابه فى تمييز الصحابه**،(بيروت:دار الكتب العلميه،1415ھ)،رقم الحديث:10856۔

[38] محمدبن احمد الذہبى،**ميزان الاعتدال فى نقدالرجال**،(بيروت:دارالمعرفةللطباعة والنشر،1963م)،رقم الحديث:10949۔

[39] ابنِ حجر العسقلانى،**التلخيص الحبير**،ج1،ص43۔

[40] محمد بن حبان البستى،**المجروحين من المحدثين**،(حلب:دارالوعى،الطبعةالاولى1396ھ)،ج3،ص59۔

[41] ابنِ حجر العسقلانى،**التلخيص الحبير**،ج1،ص43۔

[42] البيهقى،**السنن الكبرى**،بَابُ تَرْكِهِ الْإِنْكَارَ عَلَى مَنْ شَرِبَ بَوْلَهُ وَدَمَهُ،رقم الحديث:13407۔

[43] ابنِ حجر العسقلانى،**التلخيص الحبير**،ج1،ص169۔

[44] ابوالحسن على بن عمر،**سنن دارقطنى**،بَابُ بَيَانِ الْمَوْضِعِ الَّذِي يَجُوزُ فِيهِ الصَّلَاةِوَمَايَجُوزُفِيهِ مِنَ النِّيَابِ،رقم الحديث:882۔

[45] ابنِ حجر العسقلانى،**تقريب التهذيب**،حرف الميم،ذكر من اسمه محمد،رقم الحديث:5834۔

[46] محمد بن احمد الذہبى،**المغنى فى الضعفاء**،المغنى فى الضعفاء،حروف العين،رقم الحديث:4323۔

[47] ابنِ حجر العسقلانى،**تقريب التهذيب**،رقم الحديث:4790۔

[48] ابنِ حجر العسقلانی، **التلخیص الحبیر**، ج1، ص168۔

[49] أَیْضًا، ج1، ص170۔

[50] محمد بن اسماعیل البخاری، **التاریخ الکبیر**، (حیدر آباد:دائرۃ المعارف العثمانیۃ، الدکن، س۔ن)، ج4، ص209۔

[51] اسماعیل بن عمر ابن کثیر، **الفصول فی السیرۃ**، (بیروت:مؤسسۃ علوم القرآن، الطبعۃ الثالثۃ، 1403ھ)، ج1، ص305۔

[52] ابن حجرالعسقلانی، **التلخیص الحبیر**، ج1، ص30۔

[53] سلیمان بن احمد الطبرانی، **المعجم الاوسط**، (القاھرۃ:دار الحرمین، س۔ن)، ج9، ص47۔

[54] کرمانی، **الکواکب الدراری شرح بخاری**، (بیروت:داراحیاء التراث العربی، طبع دوم 1981م)، ج3، ص100۔

[55] أحمد بن محمد بن أبی بکر القسطلاني، **المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ**، (قاھرۃ:المکتبۃ التوفیقیۃ، س ن)، ج2، ص92۔

[56] ایضاً۔

[57] ابن حجر، فتح الباری، (قَوْلُهُ بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْجِهَادِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الْحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ)، ج5، ص341۔

[58] ایضاً۔

[59] أبومحمدمحمودالعینی، **بدرالدین عمدۃالقاري شرح صحیح البخاري**، (بیروت:داراِحیاء التراث العربي، س ن)، ج2، ص35۔

[60] ایضاًج3، ص35۔

[61] محمد بن أحمد بن محمد علیش، **منح الجلیل شرح مختصر خلیل**، (بیروت:دار الفکر، الطبعۃ1409ھ)، ج1، ص54۔

[62] عبدالکریم بن محمدالرافعي، **فتح العزیز بشرح الوجیز**، (بیروت:دار الفکر1409ھ)، ج1، ص184۔

[63] أبو زکریایحیی بن شرف النووي، **المجموع شرح المھذب**، (بیروت:دارالفکر1412ھ)، ج1، ص234۔

[64] أبو الحسن علي بن محمدالماوردي، **الحاوي الکبیر في فقه مذھب الإمام الشافعي وھو شرح مختصر المزني**، (بیروت:دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ:الأولی، 1419 ھ)، ج1، ص67۔

[65] عبد الملك بن عبد الله الجویني، **نھایۃ المطلب في درایۃ المذھب**، (الناشر:دار المنھاج، الطبعۃ:الأولی، 1428ھ)، ج1، ص35۔

[66] محمد أمین بن عمر ابن عابدین، **رد المحتارعلی الدرالمختار**، (بیروت:دار الفکر1412ھ)، ج1، ص318۔

[67] علي بن محمدالملا الھروي القاري، **جمع الوسائل في شرح الشمائل**، (مصر:المطبعۃ الشرفیۃ، س ن)، 2ج، ص3۔